جلد ۱۰ شمارہ ۱۸، ۲۰۲۵

Article

Selected Single Meters of Prosody

علم العروض کی منتخب مفرد بحور

Dr. Mubshar Saeed [1*]
Assistant Professor (V) Superior University Faisalabad Campus
***Correspondence:** mubasharsaeed550@gmail.com

eISSN: 2073-3674
pISSN: 1991-7813

This is an open-access article distributed under the terms and conditions of the Creative Common Attribution (CC BY) license

Copyright: © 2025 by the authors.

Abstract:

The study of Arabic literary sciences encompasses various fields, including morphology (علم الصرف), syntax (علم نحو), rhetoric (علم البلاغت), etymology (علم اشتقاق), theology (علم الکلام), logic (علم منطق), philosophy (علم فلسفه), history (علم تاریخ), linguistics (لسانیات), jurisprudence (علم الفقہ), and hadith (علم الحدیث). One significant branch among these is the science of prosody, known as "arood" (عروض) in Arabic, equivalent to "prosody" in English. It refers to the rules and principles governing the structure and rhythm of poetry. Prominent lexicographers like Shan-ul-Haq Haqqi, Ahmad Dehlvi, and Muhammad Abdullah Kheshgi have defined it in various ways. The renowned scholar Khalil bin Ahmad al-Farahidi, credited as the founder of this science, developed the system of poetic meters, which has been elaborated upon by numerous scholars and experts over time. This paper reviews definitions and explanations from different sources, emphasizing the significance of a comprehensive understanding of prosody in distinguishing between well-structured and poorly structured poetry, serving as the "science of metrics" in the field of literary arts.

Keywords:
Morphology, Linguistics, Arood, Prosody, Lexicographers, Shan-ul-Haq Haqqi, Ahmad Dehlvi, Muhammad Abdullah Kheshgi, Khalil bin Ahmad al-Farahidi, Poetic Meters

علم الصرف، علم نحو، علم البلاغت، علم اشتقاق، علم الکلام اور علم البیان علم منطق، علم فلسفہ، علم تاریخ امم، علم اللغات، علم الفقہ علم الحدیث وغیرہ اہم عربی علوم کلی ادبیات ہیں۔ "عروض" انہیں عربی علوم ادبیات میں سے علم کی ایک شاخ ہے۔ عروض کو علم کے ساتھ ساتھ ایک فن بھی کہا جائے تو بے جانہ ہو گا۔ انگریزی میں عروض کے لیے "Prosody" کا لفظ مستعمل ہے۔ بلحاظ تلفظ بات کی جائے تو عروض میں عین مفتوح پڑھی جاتی ہے۔ بااعتبار معنی عروض کا مفہوم سمجھنے کے لیے مختلف لغات کا جائزہ لیتے ہیں۔

شان الحق حقی لکھتے ہیں:

"علم شعر گوئی نظم نگاری کے مدون اصول، بحور و قوانی کا علم"۔(۱)

فرہنگ آصفیہ کی جلد سوم میں عروض کا معنی و مفہوم ان الفاظ سے بیان کیا گیا ہے:

"وہ علم جس سے بحور و اشعار کے وزن معلوم ہوتے ہیں چونکہ خلیل بن احمد کو کعبتہ اللہ میں اس علم کا الہام ہوا تھا اس وجہ سے تیمناً وتبرکاً یہ نام رکھا گیا ہے۔"
(۲)

محمد عبد اللہ خویشگی راقم ہیں:

"شعر وزن کرنے کا علم، مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ، جانب برابر معنی سخن"(۳)

نسیم اللغات میں عروض کی تعریف کچھ یوں ہے :

"عروض: (مذ) وہ علم جس میں اشعار کا صحیح وزن معلوم کرنے کے قواعد بتائے جاتے ہیں"(۴)

اس کے علاوہ دیگر بہت سارے عروض شناس اور عروض نگار جیسے خلیل بن احمد بصری (۷۱۸ء۔ ۱ نومبر ۷۹۰ء)، نجم الغنی خلیلی (۸ اکتوبر ۱۸۵۹ء۔ ۱ جولائی ۱۹۴۱ء)، ابوالحسین افش (۲۰۲ یا ۲۰۴ یا ۲۰۶ھ۔ ۲۴ رجب ۲۶۱ھ)، نصیر الدین طوسی (۱۸ فروری ۱۲۰۱ء۔ ۲۵ جون ۱۲۷۴ء)، سید غلام حسین قدر بلگرامی (۱۸۳۳ء۔ ۱۴ ستمبر ۱۸۸۴ء)، حبیب اللہ خان غضنفر (۱۶ اگست ۱۸۹۵ء۔ ۱۹۶۳ء)، ڈاکٹر مسعود حسین خاں (۲۸ جنوری ۱۹۱۹ء۔ ۱۶ اکتوبر ۲۰۱۰ء)، نظم طباطبائی (۲۹ نومبر ۱۸۵۲ء۔ ۲۳ مئی ۱۹۳۳ء)، عظمت اللہ خان (۱۸۸۷ء۔ ۱۹۲۷ء)، امام بخش صہبائی (۱۸۰۲ء۔ ۱۸۵۷ء)، خواجہ الطاف حسین حالی (۱ جنوری ۱۸۳۷ء۔ ۳۱ دسمبر ۱۹۱۴ء) اور نثار اکبر آبادی (آگرہ، اتر پردیش۔ ۱ اپریل ۱۹۲۲ء) نے اپنی اپنی تخلیقات میں علم العروض کا معنی و مفہوم بیان کیا ہے۔ مختلف لغات اور عروض دانوں کی تعریفات کا جائزہ لیں تو علم العروض کے متعلق یہ سمجھ آتی ہے کہ علم العروض ادب کے شعبہ نظم سے علاقہ رکھتا

ہے۔ یہ نظم اور نثر میں فرق کو واضح کرتا ہے۔ شعر کا وزن یا ساخت دریافت کرنے کا مقیاس ہے۔ منظوم کلام کی موزونیت جانچنے کی کسوٹی – عروض الفاظ کی اصوات کی پیمائش کا علم ہے اور کلام موزوں کی بحروں اور آہنگوں کا احاطہ کرتا ہے۔ سادہ الفاظ میں عروض آہنگ کی میزان یا کسوٹی ہے۔ جس طرح اکنامکس کو science of wealth کہاجاتاہے۔اسی طرح عروض منظوم کلام کا سائنٹفک علم ہے۔ماہرین کا ماننا ہے کہ اردو ادب کی ابتدا منظوم کلام سے ہوئی ہے۔ دنیا میں دستیاب شدہ قدیم ادب کی تحریریں وزن اور بحور میں ہیں۔ پنڈت دتاتریہ کیفی لکھتے ہیں:

> ''ہندوؤں کی متبرک کتاب رگ وید دنیا کی ساری دستیاب کتابوں میں سب سے قدیم مانی جاتی ہے اور تمام کی تمام وزن میں ہے۔ ایک وزن میں نہیں بلکہ مختلف الجور ہے۔ رگ وید میں سترہ کے قریب اوازن سے کام لیا گیا ہے''(۵)

آفاق کلام قرآن مجید فرقان حمید کی بہت ساری آیات اور اسی طرح کافی احادیث کلام موزوں یعنی وزن میں ہیں لیکن وہ منظوم کلام نہیں مانا جائے گا۔ تسمیہ، چوتھے پارے کی پہلی آیت، سورہ کہف، سورہ دہر، سورہ سبا، سورہ مومن، سورہ انفال اور سورہ توبہ کی کچھ آیات مثالیں ہیں ۔ محققین علم العروض کی اساس عربی کلچر سے منسلک کرتے ہیں اور اس علم و فن کا موجد ایک عالم ابو عبدالرحمن خلیل بن احمد بصری کو مانتے ہیں۔ خلیل علم موسیقی علم صرف و نحو، اصول ریاضی اور دیگر کئی علوم و فنون پر دسترس رکھتا تھا۔ اس لیے خلیل بن احمد بصری نے علم العروض کی بنیاد عربی زبان کے مزاج پر رکھی لیکن اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ عربی شاعری اس علم کے دریافت ہونے کے بعد شروع ہوئی۔ عربی شاعری تو خلیل کے زمانہ سے کئی سو سال پہلے بھی موجود تھی تو لسان تو انسان کی ازل سے ساتھی ہے لیکن ماہرین نے لسانی ساخت، قواعد و ضوابط بعد میں وضع کئے ہیں۔

عربی عروض کو فارسی، انگریزی، اُردو اور ہندی زبانوں کے علم العروض کی بنیاد شمار کیاجاتا ہے جب کہ پنڈت دتاتریہ کیفی کے نزدیک عربی عروض یونانی عروض سے اخذ شدہ ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

> ''عربی عروض جو آج تک اردو اعظم پر حاوی اور مسلط ہے یونانی عروض سے ماخوذ ہے''(٦)

المختصر علم العروض منظوم کلام میں کھرے اور کھوٹے کی تمیز کرتا ہے۔ منظوم کلام مخصوص اوزان کے "آہنگ" سے وابستہ ہوتا ہے اور اوزان کے آہنگ کا مخصوص انسلاک شاعری کو جنم دیتا ہے۔ جیسا کہ ذکر ہوا خلیل بن احمد بصری نے اس علم کو ایجاد کیا۔ بحور و شعری اوزان کا ایک نظام تشکیل دیا۔ تقطیع اور اس کے اصول وضع کیے۔ منظوم کلام منتخب الفاظ میں سے بھی خاص ترتیب سے مرتب شدہ الفاظ کا مجموعہ ہوتا ہے۔ خلیل بن احمد بصری کے مرتب کردہ عروضی نظام کا تعلق سبب، وتد اور فاصلہ سے تعبیر کیاجاتا ہے۔ اس نظام میں دو حرفی

، سہ حرفی، چہار اور پانچ حرفی الفاظ آتے ہیں۔ مفرد بحور پر بحث سے قبل ہم علم العروض کی تشریح و توضیح میں جن مخصوص الفاظ یا اصطلاحات کا بار بار ذکر آرہا ہے۔ان کی وضاحت کرتے ہیں جیسے آہنگ، عروضی ارکان اور تقطیع وغیرہ۔

لفظ آہنگ کا معنی و مفہوم دیکھا جائے تو یہ اصلاً فارسی لفظ ہے اور اُردو میں اصلی حالت اور معنوں میں ہی مستعمل ہے۔ دو اشعار کے مابین حروف اور ان کی ہم آہنگی کو آہنگ کہتے ہیں۔شان الحق حقی فرہنگ تلفظ میں لکھتے ہیں:

''ارادہ، قصد، سریلی آواز لحن، وزن، کلام کی موزونیت، راگوں کا ٹھاٹھ، ایک راگ کا نام ہے''۔(۷)

" آہنگ " کے بعد عروض کے طالب علم کو عروضی ارکان کے متعلق معلوم ہونا چاہیے۔ ان کی تعداد تین ہے۔ سبب، وتد اور فاصلہ ان کو اصول سہہ گانہ بھی کہتے ہیں۔

سبب:

دو حرفی لفظ یا لفظ کے دو حرفی ٹکڑے کو سبب کہتے ہیں۔ حروف کے ساکن اور متحرک ہونے کے اعتبار سے اس کو مزید دو قسموں میں تقسیم کیاجاتا ہے۔ دو حرفی لفظ میں اگر پہلا حرف متحرک اور دوسرا ساکن ہو یہ "سبب خفیف" کی مثال ہے۔ جیسے گُل، کل، من، گھن، پھل، دن ،شب وغیر۔ اسی طرح دو حرفی الفاظ میں ایسا دو حرفی کلمہ جس کا پہلا اور دوسرا دونوں حرف متحرک ہوں "سب ثقیل" کہلاتا ہے۔ جیسے گلِ من، دلِ من غمِ دل، غمِ جاں وغیرہ۔ چونکہ اُردو زبان کی ساخت ایسی ہے کہ اس میں محترک الاخر نہیں ہوتا اس لیے سبب ثقیل آزاد صورت میں نہیں ہوتا۔ یہ اردو زبان ادب میں ترکیبی صورت میں ہی ملتا ہے۔ یہاں یہ بات واضح کرتا چلوں کہ ساکن حرف کو متحرک کرنے والے عنصر کو "کسرہ اضافت" کہتے ہیں۔ کسرہ اضافت دو علیحدہ لفظوں یا حرفوں کو آپس میں ملا کر بامعنی بنادیتا ہے اور ساکن کو متحرک کرتا ہے۔ یہ شاعر کا اختیار ہوتا ہے کہ وہ تقطیع میں اضافت کے کسرہ کو شمار کرے یا نہ کرے۔

وتد:

سہ حرفی لفظ یا لفظ کے سہ حرفی ٹکڑے کو وتد کہا جاتا ہے۔ مثلاً نظر، وفا، دعا، فکر، علم اور قلم یہ عروضی رکن بھی سبب کی طرز پر دو طرح کے ہوتے ہیں۔ پہلی قسم کے سہ حرفی لفظ یا کلمہ میں پہلے دو حرف متحرک جب کہ تیسرا حرف ساکن ہوتا ہے۔ ان کو "وتد مجموع" کہتے ہیں جیسے :صبا، ملا، شجر، کبھی، ابھی نہیں وغیرہ۔ اسی طرح دوسری قسم میں پہلا اور تیسرا حرف متحرک جب کہ درمیان والا ساکن ہوتا ہے۔ ایسے سہ حرفی لفظ کو "وتد مفروق" کہتے ہیں۔ مثلا جان من، دردِ دل، فکرِ جاں، سوز دل، عہدِ حاضر، ذکر یار وغیرہ۔

فاصلہ:

عروضی ارکان میں تیسرا اور آخری رکن فاصلہ ہے۔ چہار حرفی لفظ یا لفظ کے چہار حرفی ٹکڑے کو فاصلہ کہتے ہیں۔ مثلاً علما، ادبا، رفقا، فقہا وغیرہ۔ فاصلہ میں پہلے تین حرف متحرک ہوتے ہیں۔ یہ سبب ثقیل اور سبب خفیف کا مجموعہ ہوتا ہے۔

فاصلہ" کو مزید دو اقسام میں بانٹا جاتا ہے۔ فاصلہ صغریٰ اور فاصلہ کبریٰ۔

"فاصلہ صغریٰ" سے مراد ایسا چہار حرفی لفظ ہوتا ہے جس کے پہلے تین حروف متحرک ہوتے ہیں اور چوتھا ساکن ہوتا ہے۔ جیسے اپنا غلطی، حرکت، برکت وغیرہ۔ اس کو فاصلہ صولت بھی کہتے ہیں۔

فاصلہ کی دوسری قسم " فاصلہ کبریٰ" ہے۔ اس کو فاصلہ ضبط بھی کہتے ہیں۔ اس میں پانچ حروف والا لفظ یا کلمہ جس کے پہلے چار حروف متحرک جب کہ پانچواں ساکن ہوتا ہے۔ مثلاً گل فجر، دل صنم وغیرہ۔

اصول سہ گانہ کی وضاحت کے بعد تقطیع کرنا عروض کے طالب علم کے لیے بہت آسان ہو جاتا ہے۔ تقطیع کے لغوی معنی ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے ہیں۔ علم العروض کی مناسبت سے دیکھیں تو جز وشعر کو ارکان یا افاعیل سے ہم وزن یا برابر کرنے کو کہتے ہیں۔ تقطیع کے عمل میں ضروری امر یہ ہے کہ ساکن کے مقابل ساکن رہے اور متحرک کے مقابل متحرک حروف آئیں۔ حرکات کا باہم یکساں آنا ضروری نہ ہے۔ یعنی زیر، زبر، پیش کا کوئی فرق نہیں۔ گویا ہم کہہ سکتے ہیں کہ شعر کے اجزاء کو ارکان بحر کے متحرک اور ساکن حروف کے مطابق جانچنا تقطیع ہے۔ ایک اہم نقطہ جو یہاں واضح ہوتا ہے کہ تقطیع کے عمل میں الفاظ کی ادائیگی ان کے لکھنے سے زیادہ اہمیت کی حامل ہے۔ مجموعی طور پر تقطیع کے دوران چند اصولوں کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے تاکہ شعر کی موزونیت بر قرار رہے۔ جیسے تقطیع میں حروف کی تعداد اور حرکت بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ ملفوظی حروف تقطیع کی بنیاد ہیں نہ کہ حروف مکتوبہ۔ اسی طرح اعراب اور حروف کا اختلاف کوئی معنی نہیں رکھتا البتہ تقطیع میں ساکن کے مقابل ساکن اور متحرک کے مقابل متحرک حروف ہونا ضروری ہیں۔ مثلاً شفا، وفا، پناہ۔

دوران تقطیع اکثر الفاظ کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے ہیں۔ جس سے بعض رکن مہمل وبے معنی لگتے ہیں۔ تقطیع کے عمل کو سمجھنے کے لیے شعر ملاحظہ ہو :

هوس تجھ کو دنیا کمانے کی یوں ہے

کہ جیسے رہے گا سدا توں جہاں میں (۸)

تقطیع:

ہوس تجھ (فعولن)

کُ دنیا (فعولن)

کمانے (فعولن)

کِ یوں ہے (فعولن)

کِ جیسے (فعولن)

رہے گا (فعولن)

سدا تو (فعولن)

جہاں میں (فعولن)

یہ شعر بحر متقارب مثمن سالم وزن کے ارکان "فعولن" آٹھ بار سے بطور مثال دیا ہے۔ بحور کے متعلق تفصیلی بیان اگلی سطور میں کیا جائے گا۔

تقطیع کی اس مثال سے ساکن و متحرک، حروف و الفاظ کی تو بخوبی سمجھ آتی ہے لیکن بہت سے ایسے نقاط بھی سامنے آئے ہیں جن کا تذکرہ ضروری ہے۔ جیسے حرف کا گرنا یا پڑھنا۔ تقطیع کے دوران افاعیل یا ارکان کی مطابقت سے وزن برابر اور پورا کرنے کے لیے اُردو اور فارسی میں ا، و، ہ، ی، ے گرائے جاتے ہیں۔ عربی زبان میں بعض حالتوں میں "ل" بھی گرایا جاتا ہے۔ اوپر دی گئی مثال میں بالترتیب ا، و، ہ، ی اور ے گرائے گئے ہیں۔

اسی طرح ایسے الفاظ جن میں "ی" لکھی جاتی ہو مگر تلفظ میں نہ آئے۔ تقطیع میں شمار نہیں ہوتی۔ مثلاً دعویٰ فتویٰ مصطفیٰ۔ "و" بھی اکثر الفاظ میں اور بعض حالتوں میں ساقط کی جاتی ہے جیسے فارسی الفاظ خوش، خواہش، خواب میں "و" معدولہ جو "خ" کے بعد آتی ہے۔ اسی طرح دو کلموں کے درمیان پایا جانے والا "و، تقطیع میں شمار نہیں ہونا چاہیے۔

درد و غم، دل وجاں، شب وروز یہاں یہ بات ذہن نشین کرنی چاہیے کہ ایسے اشعار میں "و" خوب درازیعنی کھینچ کر پڑھی جائے تو وہاں تقطیع میں شمار ہو گی۔ جیسے

بحور و قوانی و اوزان سارے

ضروری بہت میں عروضی جہاں میں (۹)

ہائے مخلوط یعنی دوچشمی "" کو بھی تقطیع میں غیر محسوب وغیر محسوب رکھا جاتا ہے۔ مثلاً گھر (گ + ھ + ر) تین حرفی ہیں لیکن تقطیع میں دو حرفی شمار ہو گی۔

سفر کا ارادہ کبھی تم جو باندھو

تو رخ پہلے دیکھو ہمیشہ ہوا کا (۱۰)

اس شعر میں کبھی باندھو، اور دیکھو میں دوچشمی تقطیع کے دوران شمار نہیں کی جائے گی۔ اسی طرح نون غنہ مصرع کے بیچ ہو تو تقطع میں شمار نہیں ہوتا۔ مصرعے کے آخر پر ہو تو محسوب وغیر محسو کا اختیار ہوتا ہے۔ دوساکن لگاتار آجائیں تو اول ساکن ہی شمار ہو گا جب کہ دوسرے کو متحرک کر لیں گے جیسے نقش۔ اگر تین متواتر ساکن حروف شعر کے بیچ میں ہوں تو پہلا ساکن، دوسرا متحرک، جب کہ تیسرا حذف ہو جائے گا۔ جیسے دوست، گوشت، پوست وغیرہ۔ حرف اضافت کا کسرہ (زیر) دراز پڑھا جانے پر شمار کیا جاتا ہے۔ بصورت دیگر حذف بھی ہو سکتا ہے۔ تنوین یعنی دوزبر، دوزیر یا دوپیش کو ایک حرف نون تصور کیا جاتا ہے جیسے مثلاً صریحاً، نسلاً، یقیناً وغیرہ

علم العروض اس کے ارکان اور تقطیع کے اصولوں پر بحث کے بعد اُردو میں مروج مفرد بحور کا جائزہ معہ امثال لیتے ہیں۔ "بحر" جس کے لغوی معنی سمندر کے ہیں اور شاعری کی اصطلاح میں جس وزن پر شعر کہا جاتا ہے۔ اس وزن کو بحر کہتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہہ لیں کہ شعر میں موجود متحرک اور ساکن حروف کے مجموعہ کو بحر کہا جاتا ہے۔ بحر ارکان یا افاعیل پر مشتمل ہوتی ہے۔ شعر کے الفاظ کو تقطیع کے ذریعے بحر کے انہیں ارکان سے ہم وزن کیا جاتا ہے۔ ان ارکان / افاعیل کی تعداد آٹھ ہے جو ذیل میں

مفاعیلن، مفاعیلن، فاعلاتن، مستفعلن، فعولن، فاعلن، مفاعلتن، متفاعلن، مفعولات

عروضی جہان کی تمام بحور انہیں ارکان سے اخذ شدہ ہیں۔ بعض اہل علم ان ارکان کی تعداد آٹھ کی بجائے دس شمار کرتے ہیں۔

عروض شناسوں کے مطابق مفرد و مرکب بحور یہ ہیں۔:

ہزج، رجز، رمل، کامل، وافر، متقارب، متدارک

مرکب بحور مفرح، مقتضب، مضارع، مجتث، طویل، مدیر، بسیط، سریع، خفیف جدید، قریب، مشاکل اُردو میں مروج مفرد بحور کی بات کریں تو وہ ان میں سے درج ذیل ہیں۔

ہزج، رجز، رمل، کامل، متقارب، متدارک، بحر وافر۔

مفرد بحور میں سے ہر بحر کا معنی و مفہوم و ارکان معہ مثال ذکر کیا جائے گا۔

ہزج:

لغت میں اچھی آواز اور گانے کی آواز کو کہتے ہیں۔ عرب میں زیادہ تر اشعار اس وزن پر کہے جاتے ہیں۔ اُردو اور فارسی میں اس بحر کی کثیر الاستعمال صورت سالم مثمن کیفیت میں ہے۔ بحر ہزج کا اصلی وزن مفاعیلن آٹھ بار یا مثمن ہے۔

مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

اٹھاتا کون ہے صاحب گرے کو سب مسلتے ہیں

مصیبت میں مرے اپنے گھڑی پل میں بدلتے ہیں (۱۱)

اُٹھاتا کو (مفاعیلن)

ن ہے صاحب (مفاعیلن)

گرے کو سب (مفاعیلن)

مسلتے ہیں (مفاعیلن)

مصیبت میں (مفاعیلن)

مرے اپنے (مفاعیلن)

گھڑی پل میں (مفاعیلن)

بدلتے ہیں (مفاعیلن)

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے

بہت نکلے مرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے (۱۲)

میں سارے خواب بیچوں گا کوئی سپنا نہیں رکھنا

اسے اپنا نہیں کہنا کوئی رشتہ نہیں رکھنا (۱۳)

بحر رجز :

"رجز" لغت میں بامعنی اضطراب اور شتابی کے آتا ہے۔ اس بحر کو رجز اس وجہ سے کہتے ہیں کہ عرب اکثر اس بحر کو عسکری اظہار میں بیان کرتے ہیں۔ اسی مناسبت سے اس کا نام رجز ہے۔ معرکہ جنگ میں داد و شجاعت اور مردانگی کے بیان کے لیے عموماََ اسی اوزان کے اشعار کہے جاتے ہیں۔ اس بحر کا اصلی وزن درج زیل ہے

مستفعلن ہر مصرع میں چار چار بار آئے گا۔

کل چودھویں کی چاند تھی شب بھر رہا چرچا ترا

کچھ نے کہا یہ چاند ہے کچھ نے کہا چہرہ ترا(۱۴)

رمل:

لغت میں رمل چٹائی بننے کو کہتے ہیں۔ جس طرح پتوں سے چٹائی کو بنتے ہیں اسی طرح اس بحر کے رکن میں دو سبب کے درمیان میں وتد ہے اور وتد رسی کو کہتے ہیں تو یعنی سبب کو وتد سے بن دیا گیا۔ رمل کو دوڑنے کے معنی میں بھی لیا جاتا ہے کیونکہ یہ بحر جلدی جلدی پڑھی جاتی ہے اس لیے اس کو رمل کہتے ہیں اس بحر کا وزن آٹھ دفعہ فاعلاتن ہے۔ لیکن یہ بحر سالم حالت میں بہت کم استعمال ہوتی ہے۔ اس کا کلاسیکی شعرا میں استعمال یوں رہا ہے۔

دیوان غالب کی پہلی غزل کا مطلع ملاحظہ ہو:

نقش فریادی ہے کس کی شوخی تحریر کا

کاغذی ہے پیرہن ہر پیکر تصویر کا(۱۵)

بروزن(فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن)

اس کا ایک اور مستعمل وزن بھی مع مثال ملاحظہ ہو:

روپڑیں گے لازمی ہے کیا کریں

تم سے ملنا آخری ہے کیا کریں

منتظر میں صبح کا تھا دیکھ لو

شب گلے سے آ لگی ہے کیا کریں(۱۶)

(فاعلاتن فاعلاتن فاعلن)

متقارب

اردو شاعری میں بحر متکارب کا استعمال عام ہے مثمن سالم کیفیت و آہنگ میں یہ بحر شعرا نے کثرت سے استعمال کی ہے اور اردو ادب کے دامن کو مالا مال کیا ہے بحر متقارب کا اصلی وزن زیل میں ہے۔ یہ بھی ایک مفرد بحر ہے۔

فعولن آٹھ بار

بڑی تمکنت اور طاقت ہے طاری

قفس میں بھی اس کو عجب ہے خماری(۱۷)

بڑی تم (فعولن)

کنت اور (فعولن)

لطافت (فعولن)

ہِطاری (فعولن)

قفس میں (فعولن)

بِ اس کو (فعولن)

عجب ہے (فعولن)

خماری (فعولن)

غالب کا مشہور زمانہ زمانہ شعر دیکھیے۔

جہاں تیرا نقش قدم دیکھتے ہیں

خیاباں خیاباں ارم دیکھتے ہیں(۱۸)

اقبال کا شعر:

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں

ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں(۱۹)

متدارک:

متدارک با معنی ملنے والے کے ہیں اس بحر کو بحر غریب بھی کہتے ہیں روایات کے مطابق بحر متدرک خلیل نے وضع نہیں کی بلکہ اس کو اخفش نے نکالا ہے متدارک کے اصل ارکان یہ ہیں : فاعلن آٹھ بار

عمر کے ساتھ اک حادثہ ہو گیا

دل رہا بچہ ہی میں بڑا ہو گیا

سادگی دیکھ لو تم مری، میں ترا

ہم سفر نے ہوا راستہ ہو گیا(۲۰)

کامل:

کمال کے معنی تمام ہونے کے ہیں بعض کے مطابق اس بحر میں حرکات بہت ہیں اس لیے اسے کامل کہتے ہیں۔ اسی طرح بعض کے نزدیک اس بحر میں ضرب(۹) طرح سے آتے ہیں اور جو کسی اور بحر میں نہیں آتے۔ اس لیے بھی اسے کامل سمجھا جاتا ہے یہ بحر اردو شاعری میں کثرت سے استعمال کی گئی ہے بحر کامل مثمن سالم کا وزن یہ ہے :

متفاعلن آٹھ بار

علامہ اقبال کا شعر بطور مثال ملاحظہ کیجیے :

کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباس مجاز میں

کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبینِ نیاز میں(۲۱)

حوالہ جات:

۱۔شان الحق حقی،فرہنگ تلفظ(اسلام آباد:مقتدرہ قومی زبان،۲۰۱۲)،۷۰۳۔

۲۔احمد دہلوی،سید،مولوی،فرہنگ آصفیہ،جلد سوم(لاہور:سنگ میل پبلی کیشنز،۲۰۱۴)،۲۷۱۔

۳۔محمد عبداللہ خان خویشگی، فرہنگ عامرہ(اسلام آباد:مقتدرہ قومی زبان،۲۰۰۷)،۴۲۰۔

۴۔نسیم امروہوی،نسیم اللغات اردو(لاہور:شیخ غلام علی اینڈ سنز ایجوکیشنل پبلشرز،۱۹۵۵)،۷۹۵۔

۵۔دتاتریہ کیفی،پنڈت،کیفیہ،طبع دوم(لاہور:مکتبہ معین الادب،۱۹۶۵)،۳۰۲۔

۶۔ایضاً،۳۱۲۔

۷۔شان الحق حقی،فرہنگ تلفظ(اسلام آباد:مقتدرہ قومی زبان،۲۰۱۲)،۱۲۶۔

۸۔مبشر سعید،ڈاکٹر،مملوکہ،غیر مطبوعہ

۹۔ایضاً

۱۰۔ایضاً

۱۱۔ایضاً

۱۲۔اسد اللہ،غالب،مرزا،دیوان غالب"،مرتبہ غلام رسول مہر(لاہور:شیخ غلام علی اینڈ سنز،۱۹۶۷)،۲۷۶۔

۱۳۔منتظر بُٹّر،کوئی سپنا نہیں رکھنا(کراچی:مہر گرافکس اینڈ پبلشرز،۲۰۱۲)،۲۵۔

۱۴۔ابن انشا،اس بستی کے اک کوچے میں(دہلی:ادبی دنیا اردو بازار،۱۹۷۸)،۱۳۰۔

۱۵۔اسد اللہ،غالب،مرزا،دیوان غالب،(نسخہ حمیدیہ)مرتبہ پروفیسر حمید احمد خاں،طبع سوم،(لاہور:مجلس ترقی ادب،جون ۲۰۱۸)،۵۹۔

۱۶۔منتظر بُٹّر،کوئی سپنا نہیں رکھنا(کراچی:مہر گرافکس اینڈ پبلشرز،۲۰۱۲)،۳۹۔

۱۷۔مبشر سعید،ڈاکٹر،مملوکہ،غیر مطبوعہ

۱۸۔ اسداللہ، غالب، مرزا، دیوان غالب، (نسخہ حمیدیہ) مرتبہ پروفیسر حمید احمد خاں، طبع سوم، (لاہور: مجلس ترقی ادب، جون ۲۰۱۸)، ۱۸۴

۱۹۔ محمد اقبال، کلیات اقبال اردو (جہلم: بک کارنر، ۲۰۱۲)، ۱۸۴۔

۲۰۔ منتظر بُٹّر، کوئی سپنا نہیں رکھنا (کراچی: مہر گرافکس اینڈ پبلشرز، ۲۰۱۲)، ۱۱۳۔

۲۱۔ محمد اقبال، کلیات اقبال اردو (جہلم: بک کارنر، ۲۰۱۲)، ۱۴۳۔

Bibliography

1. Shan-ul-Haq Haqqi, *Farhang Talafuz,* Islamabad: Muqtadra Qaumi Zaban, 2012
2. Syed Ahmad Dehlvi, Maulvi, *Farhang Asfia, Jild-e-Soum* Lahore: Sang-e-Meel Publications, 2014
3. Muhammad Abdullah Khan Kheshgi, *Farhang Amira,* Islamabad: Muqtadra Qaumi Zaban, 2007
4. Naseem Amrohvi, *Naseem-ul-Lughat Urdu,* Lahore: Sheikh Ghulam Ali and Sons Educational Publishers, 1955
5. Pandit Dattatarya Kaifi, *Kaifiya, Taba-e-Doum,* Lahore: Maktaba Muin-ul-Adab, 1965
6. ibid
7. Shan-ul-Haq Haqqi, *Farhang Talafuz,* Islamabad: Muqtadra Qaumi Zaban, 2012
8. Dr Mubashir Saeed, *Mamluka, Ghair Matboa*
9. ibid
10. ibid
11. ibid
12. Mirza Asadullah Ghalib, *Diwan-e-Ghalib*, Murattaba Ghulam Rasool Mehr Lahore: Sheikh Ghulam Ali and Sons, 1967

13. Muntazir Butt, *Koi Sapna Nahin Rakhna,* Karachi: Mehr Graphics and Publishers, 2012
14. Ibn-e-Insha, *Is Basti Ke Ek Kooche Mein,* Delhi: Adbi Duniya Urdu Bazar, 1978
15. Mirza Asadullah Ghalib, *Diwan-e-Ghalib, (Nuskhah Hamidia)*, Murattaba Professor Hameed Ahmad Khan, Taba-e-Soum Lahore: Majlis Taraqqi Adab, June 2018
16. Muntazir Butt, *Koi Sapna Nahin Rakhna,* Karachi: Mehr Graphics and Publishers, 2012
17. Doctor Mubashir Saeed, *Mamluka, Ghair Matboa*
18. Mirza Asadullah Ghalib, *Diwan-e-Ghalib, (Nuskhah Hamidia)*, Murattaba Professor Hameed Ahmad Khan, Taba-e-Soum Lahore: Majlis Taraqqi Adab, June 2018
19. Muhammad Iqbal, *Kulliyat-e-Iqbal Urdu,* Jhelum: Book Corner, 2012
20. Muntazir Butt, *Koi Sapna Nahin Rakhna,* Karachi: Mehr Graphics and Publishers, 2012
21. Muhammad Iqbal, *Kulliyat-e-Iqbal Urdu,* Jhelum: Book Corner, 2012